جمعیت اہلِ حدیث کے ناظم اعلیٰ اور حضرت گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد، ممتاز رہنما اور عالم دین حضرت علامہ احسان الٰہی صاحب ظہیر، مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ صاحب بخاری کالعدم جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب یزدانی، اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر اور رکن قومی اسمبلی مولانا معین الدین صاحب لکھوی، میاں فضل حق، میئر کارپوریشن محمد اسلم بٹ سابق وفاقی وزیر محنت غلام دستگیر خاں صاحب، ڈپٹی میئر کارپوریشن حاجی بشیر اللہ، مولانا محمد حسین شیخوپوری، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی علامہ محمد احمد لدھیانوی قاضی حسین احمد علامہ عزیز انصاری اور علماء کرام کی کثیر تعداد کے علاوہ تاجروں، صنعتکاروں، کونسلروں اور شہریوں نے شرکت کی۔ شیرانوالہ باغ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ عقیدت مند خواتین کی بھاری تعداد نے اشکبار آنکھوں سے ان کا دیدار کیا نمازِ جنازہ میں شامل افراد زار وقطار رو رہے تھے۔ اور ملک کے متعدد سیاسی، مذہبی حلقوں نے آپ کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا۔ اور کہا آپ کی وفات کے باعث عالم اسلام ایک عظیم محدث مفکر اور بزرگ شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔

مؤقر روزنامہ جنگ نے آپ کی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

مولانا حافظ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات علم وعرفان کی ایک شمع تھی جس سے لاتعداد افراد نے کسب فیض کیا۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دنیا بھر میں ان کے تلامذہ آج دین کی تبلیغ اور اشاعت میں مصروف ہیں اور بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کا کوئی شہر اور بستی ایسی نہ ہو گی جہاں ان سے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض حاصل کرنے والا کوئی شخص موجود نہ ہو۔ ان کی علمی وجاہت کا اعتراف بین الاقوامی سطح پر کیا جاتا تھا۔ ان کی فقہی اور مجتہدانہ بصیرت کے تمام دینی حلقے قائل تھے۔ زندگی قرآن و حدیث کی درس وتدریس میں گزار دی حدیث (کے سلسلہ) کی خدمات میں ان کا مقام بلاشبہ بہت بلند نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

آپ کی علمی وسعت، عملی طہارت، کردار میں سادگی اور فکر میں سلفیت مثالی تھی، قرآن و حدیث پر اتنا عبور حاصل تھا۔ جیسے وہ سارا سرمایہ آپ کے سامنے رہتا ہے۔ استنباط اور اجتہاد کے لحاظ سے کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ حدیث میں ان کی بصیرت افروز تحقیق دیکھ کر حافظ ابن حجرؒ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ تفسیر میں ابن کثیر، فلسفہ اور منطق میں ابن رشد اور ابن تیمیہؒ محسوس ہوتے ہیں سنت سے آپ کا شغف دیکھتے تو امام احمد بن حنبل نظر آتے، غرض کہ آپ علماء سلف کا کامل نمونہ تھے، علم میں عمل میں، زہد و ورع میں، فکری تحقیقات میں، تحقیقی اور بصیرت افروز ملکہ اجتہاد میں۔ اللہ کی صدہا رحمتیں ہوں آپ پر الف الف مرۃ!

زبیدی، نیاگروال شالیمار ٹاؤن لاہور

شیعہ حضرات بڑی شد و مد کے ساتھ "فقہ جعفریہ" کے نفاذ کے لیے تحریک بھی چلاتے رہے ہیں، گرفتاریاں پیش کر کے فرقہ وارانہ تعصب اور منافرت کو ہوا دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے جلوس نکال کر اشتعال بھی دلاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ کافی عرصے سے جاری ہے۔ ہمیں اس امر کا جائزہ لینا چاہیے کہ شیعہ مذہب کے اندر کیا یہ صلاحیت ہے کہ وہ سیاسی لحاظ سے ملکی یا ملی نظام بن سکے۔ اور خلق خدا کو ایک ایسا سنجیدہ پلیٹ فارم مہیا کرنے کے قابل ہو۔ جس میں فرار اور گریز کی راہیں بھی مسدود ہوں اور اس پر اعتماد کر کے اپنی دنیا و آخرت کی مناسب تعمیر بھی ان کے لیے ممکن ہو۔

احکام دینیہ کا بنیادی ماخذ:۔ اللہ کے قرآن کو جو بنیادی حیثیت حاصل ہے وہ محتاج بیاں نہیں ہے اس کی بابت شیعہ حضرات کا جو نظریہ ہے۔ وہ اب ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ کہ شیعہ حضرات اس قرآن سے مطمئن نہیں ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس کا کچھ حصہ محرف ہے اور کچھ لاپتہ ہے۔ (ائتمنوا علی کتاب اللہ فحرفوہ و بدلوہ) (بصائر الدرجات)

ان کو اللہ کے قرآن کا امین بنایا گیا مگر انہوں نے اس میں تحریف کر ڈالی اور اسے بدل دیا۔

قرآن قیامت میں رب سے شکایت کرے گا کہ انہوں (صحابہ) نے مجھے جلا دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔
یقول المصحف:۔ یا رب حرقونی و مزقونی (کتاب الخصال لابن بابویہ القمی)

اگر اصلی قرآن کہیں ہے تو وہ امام مہدی (امام غائب) کے پاس ہے تو جب آئے گا، لے آئے گا اور اس کا طول ستر ذراع (ہاتھ) ہے (الاحتجاج) جب کتاب اللہ محرف ٹھہری اور جو اصلی اور صحیح نسخہ ہے۔ وہ ان کے امام غائب کے پاس ہے تو آخر "فقہ جعفریہ" کو کوئی کیسے مرتب کرے گا؟

اس سلسلے کی معلومات کے لیے ممتاز راہنما علامہ احسان الٰہی ظہیر کی ان کتابوں کا مطالعہ انتہائی بصیرت افروز رہے گا جو انہوں نے شیعہ مسلک کے تعارف کے لیے مرتب فرمائی ہیں۔ کاش ان کا اردو میں ترجمہ ہو جاتا۔ اور قارئین دیکھ کر اندازہ کر سکتے کہ ان مدعیوں کا کیا حال ہے!

رسول اللہ کی حیثیت:۔ قرآن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آتی ہے۔ شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ ایک رسول کی طرح اماموں پر ایمان لانا اور اطاعت کرنا بھی فرض ہے۔ بلکہ اماموں کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ جس کو حلال ٹھہرائیں یا حرام؟ وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں۔

فہم یحلون ما یشاؤن و یحرمون ما یشاؤن (اصول کافی)

اب تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ضرورت نہ رہی۔ قرآن کے ساتھ پیغمبر بھی رخصت۔ الف

ائمہ کی علمی حیثیت:۔ جن معصوم اماموں کی باتیں کرتے نہیں تھکتے ان کی علمی حیثیت بھی ان کے

نزدیک تسلی بخش نہیں ہے

قال زرارة عن جعفر عن ابیہ: رحم اللہ اباجعفر فان فی قلبی علیہ بقفتة (رجال کشی)

ذکروا اباالحسن عدة (ای ابی یعیی) فقال ابو بصیر: اظن صاحبنا ماتکامل علمہ۔ (رجال کشی)

غور فرمایئے!۔ قرآن غائب، رسول کی حدیث الوداع، معصوم آئمہ کی علمی حیثیت غیر تسلی بخش! آخر احکام کہاں سے لیے جائیں گے؟ ان ائمہ کا حال یہ ہے کہ پہلے کچھ کہتے ہیں۔ پھر جاکر پوچھو تو کچھ اور نکل آتا ہے۔ (الکافی الاصول)

کافی سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی مسائل (حلال وحرام) میں بھی آئمہ صاف بات نہیں بتاتے تھے ایک کو یہ جواب دیا دوسرے کو وہ ابھی یہ کہا تھوڑی دیر بعد دوسری بات کہی۔

بفتی فی زمن بنی امیہ عما قتلہ البازی والصقر فہو حلال وکان یتقیہم وانا لااتقیہم وہو حرام ماقتل (فروع کافی جلد دوم)

اسی طرح کا ایک واقعہ اصول کافی میں حضرت امام ابوجعفر کا بھی بیان کیا گیا ہے (اصول کافی کتاب العلم عن زرارہ عن آل جعفر)

آخر ایسی جعفری فقہ کے نفاذ کا کیا فائدہ، جس میں حقیقت ہی غائب رہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کا جنازہ پڑھایا مگر اس کی بخشش کے لیے نہیں بلکہ اس کو دوزخ رسید کرنے کے لیے!

(فروع کافی جلد اوّل عن عامر عن ابی عبداللہ)

غور فرمایئے!۔ ان کی رہنمائی یا نیکی کا کیا بھروسہ! گو ہمارے نزدیک امام عالی مقام اس تہمت سے بری ہیں تاہم بقول شیعہ حضرات اس کا نتیجہ اور کیا نکلے گا۔ پھر ان کی فقہ کا یہ بھی ایک غیر دانشمندانہ مسئلہ ہے کہ امام غائب تشریف لائیں گے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کر کے آگ لگا دیں گے، علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

چوں قائم، ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا براو، حد بزند و انتقام فاطمہ ما ازو بکشد (حق الیقین)

کچھ ایسی باتیں حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی انھوں نے جھوٹی سچی روایت نقل کی ہے۔ جس کے نقل کرنے کا ہم اپنے اندر حوصلہ نہیں پاتے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ امام مہدی آکر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو قبر سے نکال کر سولی پر لٹکا دیں گے۔ (حق الیقین)

حدود اللہ کا نفاذ فقہ کے اساسی مسائل کے ہے۔ جن کی فقہ اس انداز کی دور از کار باتوں سے

بھری پڑی ہے۔ کیا ان کا فقہی ذخیرہ اس قابل ہے کہ پاکستان کے کسی گوشے میں بھی اسکو نافذ کیا جائے! کتمان یعنی حق اور صداقت کو چھپانا ان کے بنیادی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔ آخر اس مخمصہ سے بچنے کے لیے کوئی کیا طریق کار اختیار کرے اور بچنا چاہے تو کیسے بچے؟ اگر کسی بھی پہلو سے اس کا نفاذ ملکی اور ملی مفاد میں ہوتا تو کوئی بات تھی۔ یہاں تو بات ہی اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان کے جیسے فقہی مسئلہ کو جاری کیا گیا تو انسان کی عائلی آبرو عزت اور عافیت کے لیے کسی اور دشمن کی ضرورت نہیں رہے گی۔ گو فقہ جعفریہ کا نفاذ شیعہ اپنے لیے چاہتے ہیں لیکن بعض پہلو ایسے ہیں جن کی اشاعت سے دوسرے غلط متاثر ہو سکتے ہیں۔ اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو فقہ جعفریہ اور مسلک نے جیسا کچھ معاشرہ تیار کیا ہے اس سے مسلک لعدا اس کی حیثیت متعین کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

گلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہلِ حرم سے ہے کسی بتکدے میں کروں بیاں تو کہے صنم بھی "ہری ہری"

اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ:

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اپنی کابینہ کے تمام ارکان سمیت کل صبح یکم مئی کو حضرت داتا گنج بخش اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے مزار پر حاضری دیں گے اور فاتحہ خوانی کریں گے (نوائے وقت ۳۰ اپریل)

اقبال مرحوم کے مزار پر جب یہ حضرات تشریف لے گئے ہوں گے تو زبانِ حال سے انہوں نے کہا ہوگا۔ مگر دل مردہ ہیں اس لیے یہ لوگ سن نہیں سکے ہوں گے۔ مرحوم نے انہی حضرات کی ان زیادتیوں کو دیکھ کر فرمایا تھا۔

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاک جادوئے سامری، تو قتیل شیوۂ آزری

مرا عیش غم، مرا شہد سم، مری بود ہم نفسِ عدم
ترا دل حرم، گرو عجم، ترا دیں خریدۂ کافری

جو بدعات شخصیت پرستی یا اوہام پرستی نے تخلیق کی تھیں، وہ اب سیاسینِ سوء کی سیاسی ضرورت بنتی جا رہی ہیں اور وہ ان کے ذریعے زود اعتقاد عوام اور اوہام پرست حلقوں میں رسائی حاصل کر کے ووٹوں کی فضا کو اپنے لیے سازگار بنا رہے ہیں۔ اس لیے اوہام پرستی اور بدعت نوازی، پرستش کے ساتھ ساتھ ایک فن بھی بنتی جا رہی ہے۔ اس پر طرح یہ کہ جدید روشنی اور تہذیبِ نو نے جہاں یہ فلسفہ گھڑا ہے کہ مذہب اور دین ایک انفرادی اور پرائیویٹ ضرورت ہے وہاں عامیانہ خوش فہمیوں اور وہم پرستانہ نیاز مندیوں کو یہ اعزاز بھی حاصل ہو گیا ہے کہ وہ سرکاری مذہب اور دین کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہماری قیادت دینی بصیرت اور کتاب و سنت کے علم کے لحاظ سے بالکل نابلد اور ناآشنا ہے، اس پر سیاسی ضرورت نے ان کو وہم پرستانہ ڈگر پر بھی